بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
(۱۴)
چودہ ستارے
(معہ اضافہ)
یعنی
حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی
مؤلفہ
تاج المتکلمین نجم الواعظین مورخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن کراروی مدظلہ العالی
ممبر اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان
ناشران
امامیہ کتب خانہ
مغل حویلی اندرون موچی دروازہ
لاہور

بن تاغم، ہانی بن قبعت، اسید بن مالک، تواریخ میں ہے "فلا سوا الحسین بحوافر خیولھم حتی رضوا ظھرہ وصدرہ" امام حسینؑ کی لاش کو اس طرح گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کیا کہ آپ کا سینہ اور آپ کی پشت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ جب ان لوگوں نے چاہا کہ جسم کو اس طرح پامال کر دیں کہ بالکل ناپید ہو جائے تو جنگل سے ایک شیر نکلا اور اس نے بچالیا۔ (دمعہ ساکبہ ص۳۵۰) علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے فوراً بعد وہ مٹی جو رسولِ خداؐ مدینہ میں ام سلمہ کو دے گئے تھے۔ خون ہو گئی (صواعق محرقہ ص۱۱۵) اور رسولِ خدا، ام سلمہ کے خواب میں مدینے پہنچے۔ ان کی حالت یہ تھی وہ بال بکھرائے ہوئے خاک سر پر ڈالے ہوئے تھے۔ ام سلمہ نے پوچھا کہ آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا "شھدت قتل الحسین انفا" میں ابھی ابھی حسین کے قتل گاہ میں تھا اور اپنی آنکھوں سے اسے ذبح ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح ترمذی جلد ۲ ص۳۰۶ مستدرک حاکم جلد ۴ ص۱۹، تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۳۵۶، ذخائر العقبیٰ ص۱۴۸)۔

شامِ غریباں

شہادتِ حسینؑ کے بعد اسپ وفادار نے اپنی پیشانی امام حسینؑ کے خون میں رنگین کرکے اہل حرم میں خبر شہادت پہنچا ہی دی تھی جس کی وجہ سے خیمہ میں کہرام عظیم برپا ہی تھا کہ دشمنوں نے خیمہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی خیموں میں آگ لگا دی اور سامان لوٹنا شروع کر دیا۔ اہل بیت رسول فریاد و فغاں کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اور کوئی فریاد رس اور پرسانِ حال نہ تھا۔ تمام بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لیں۔ فاطمہ بنت حسین کے پیروں سے چھاگلیں اتار لیں، اور حضرت زینب و ام کلثوم کے کانوں سے گوشوارے کھینچ لیے۔ سید سجاد کے نیچے سے بستر کھینچ کر انھیں زمین پر ڈال دیا۔ غرضکہ ایک ایسا حشر برپا کر دیا گیا جو نہ کسی کے ساتھ کبھی روا رکھا گیا تھا اور نہ اس سے قبل سننے میں آیا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر۔ ایک عورت جو قبیلہ بکر ابن وائل سے تھی ایک تلوار کا ٹکڑا لے کر ان مخالفوں پر حملہ آور ہوئی جو آلِ رسول کو لوٹ رہے تھے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ایک بچے کے کرتے میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اور وہ باہر کی طرف بھاگ رہا تھا جیسے جیسے ہوا لگتی تھی آگ بھڑکتی جاتی تھی، یہ حال دیکھ کر ایک دشمن نے ترس کھایا، اور بڑھ کر دامن سے آگ بجھا دی۔ نونہال نے جب اسے اپنے اوپر مہربان پایا تو پوچھنے لگا کہ اے شیخ نجف کا راستہ کدھر ہے۔ اس نے کہا اے فرزند اس کم سنی میں نجف کا راستہ کیوں پوچھتے ہو۔ فرمایا میں اپنے نانا کے پاس جا کر ان کے سامنے فریاد کروں گا۔ کتاب توضیح میں یہ واقعہ جناب سکینہ کی طرف منسوب ہے۔

الغرض، ظلم و جور کی انتہا ہو رہی تھی کسی بی بی کی پشت پر تازیانے لگائے جا رہے تھے کسی کے

رخسار پر طمانچے لگ رہے تھے کسی کی پیٹھ پر نیزے کی آنی چبھوئی جا رہی تھی۔ جب سب کچھ لوٹا جا چکا۔ خیمے جل چکے اور شام آگئی تو وہیں کے جلے بجھے خیمے کے داتوں سے اور بروایتے حُر کی بیوی دانہ پانی لائی اور فاقہ شکنی کی گئی۔

اس کے بعد حضرت زینب نے جناب اُم کلثوم سے فرمایا کہ بہن اب رات ہو چکی ہے، تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ تم سب عورتوں اور بچوں کو ایک جگہ جمع کریں۔ ان کی حفاظت میں رات بھر پہرہ دوں گی۔ حضرت کلثوم نے سب بیبیوں، بچوں اور بچیوں کو جمع کیا، لیکن انھیں جناب سکینہ نہ ملیں، آپ نے غبا جناب زینب سے عرض واقعہ کیا۔ زینب مقتل کی طرف حضرت سکینہ کو تلاش کرنے کے لیے نکلیں۔ ایک نشیب سے سکینہ کے رونے کی آواز آئی، جا کر دیکھا کہ سکینہ باپ کے سینے سے لپٹی ہوئی گریہ کر رہی ہیں۔ جناب زینب انھیں خیمہ میں لے آئیں۔ جناب سکینہ کا بیان ہے کہ اس وقت بابا کی کٹی ہوئی گردن سے یہ آواز آ رہی تھی ؎

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی — او سمعتم بغریب او شهید فاندبونی

وانا السبط الذی من غیر جرم قتلونی — وبجرد الخیل بعد القتل سحقونی

لیتکم فی یوم عاشوراء جمیعا تنظرونی

کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

(ترجمہ) اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا اور جب کسی غریب یا شہید کے واقعات سُننا تو مجھ پر گریہ کرنا۔ اے میرے دوستو، سُنو میں رسولؐ کا وہ مظلوم نواسہ ہوں جسے بلا جرم و خطا دشمنوں نے قتل کر دیا اور پھر قتل کے بعد اس کی لاش پر گھوڑے دوڑا دیے۔ اے میرے شیعو! کاش تم آج عاشورا کے دن ہوتے تو یہ رُوح فرسا منظر دیکھتے کہ میں اپنے پیاسے بچے (علی اصغر) کے لیے کس طرح پانی مانگ رہا تھا اور یہ سنگ دل کس دلیری اور بے باکی سے انکار کر رہے تھے۔

غرضکہ حضرت زینب جناب سکینہ کو باپ کے سینے پر سے سمجھا بجھا کر اٹھا لائیں اور انھیں جناب اُم کلثوم کے سپرد کر کے طلایہ پھرنا شروع کر دیا۔ (دمعہ ساکبہ)

رات کا کافی حصہ گذرنے کے بعد جناب زینب نے دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا بڑھائے چلا آ رہا ہے۔ آپ نے بڑھ کر اس سے کہا کہ ہم آلِ رسولؐ ہیں۔ ہمارے چھوٹے بڑے، بوڑھے، جوان سب آج ہی قتل کیے جا چکے ہیں۔ اب ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ابھی روتے روتے سو گئے ہیں۔ اے سوار اگر تجھے ہم کو اور زیادہ لوٹنا مقصود ہے تو صبح آ جانا اور جو کچھ ہمارے پاس رہ گیا ہو، اُسے بھی لوٹ لینا لیکن دیکھ ان بچوں کو نہ ستا، اور انھیں سونے دے، خدا کے لیے اس وقت چلا جا۔ لیکن سوار نے ایک نہ سُنی اور قدم فرس برابر بڑھتا ہی رہا، آخر زینب بھی شیر خدا کی بیٹی تھیں۔ انھیں جلال آگیا اور

یوم چہار شنبہ شام پہنچا دیا گیا اور وہاں ایک سال قید میں رکھا گیا۔ پھر وہاں سے رہائی کے بعد آلِ رسولؐ بتاریخ ۲۰ صفر ۶۲ھ کربلا ہوتے ہوئے ۸ ربیع الاوّل ۶۲ھ کو وارد مدینہ منورہ ہوئے۔

اس اجمال کی مختصر الفاظ میں تفصیل یہ ہے کہ گیارھویں محرم یوم شنبہ کو شمر بن ذی الجوشن نے حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے کہا کہ اب تمھیں عورتوں اور بچوں سمیت دربار ابنِ زیاد میں چلنا ہوگا۔ جو کوفہ میں ہے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ میں ثانی زہرا سے عرض کرتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے پھوپھی سے عرض کی، زینب بنتِ علی کو جلال آگیا۔ لیکن فوراً بھائی کی وصیت یاد آگئی سر جھکا کر کہا، بیٹا ہر مصیبت برداشت کروں گی۔

پھر روانگی کا بندوبست شروع ہو گیا۔ بے محمل و عماری کے ناقوں پر سر برہنہ مخدرات عصمت و طہارت سوار کی گئیں، سروں کو بروایتے صندوقوں میں بند کیا گیا اور بروایتے نیزوں پر بلند کیا گیا، اور شہداء کے لاشوں کو زمینِ گرم پر چھوڑ کر قافلہ کوفہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ بازارِ کوفہ میں داخلہ کے وقت حضرت زینب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی فریادی آواز کو ماند کرنے کے لیے باجوں کی آواز تیز کرا دی گئی۔ بروایتے حضرت زینب نے ماتم شروع کر دیا پھر ان کے ہاتھ پس گردن سے باندھ دیے گئے۔ کوفہ میں داخلہ ہوا۔ بازار کوفہ میں حضرت زینب حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ بنت الحسین اور حضرت امام زین العابدینؑ نے زبردست تقریریں کیں۔ اور واقعہ پر بھرپور روشنی ڈالی۔ دارالامارہ کے دروازے پر سر مسلم بن عقیل علیہ الرحمۃ لٹکا ہوا دیکھا گیا۔ ابن زیاد نے مختار کو قید خانے سے بلایا اور سر حسینؑ طشت طلا میں رکھ کر اُن کے سامنے لایا گیا، پھر چھڑی سے دندانِ مبارک امام حسینؑ کے ساتھ بے ادبی کی گئی۔ ایک ہفتہ قید خانہ کوفہ میں مخدرات عصمت و طہارت کو قید رکھنے کے بعد حسینی قافلہ کو شام کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ جو بروایتے ۲۶ دن میں اور بروایتے ۱۶ ربیع الاوّل ۶۱ھ یوم چہار شنبہ وارد شام ہوا۔ جب شام کے پایۂ تخت یعنی دمشق میں جہاں یزید کا دربار لگتا تھا۔ داخلہ کا موقع آیا تو تین دن تک اس قافلہ کو "باب الساعات" پر ٹھہرایا گیا کیونکہ دربار کے سجنے میں تین دن کی ضرورت باقی تھی، پھر دربار میں داخلہ ہوا، ہزارہا کرسی نشین آلِ محمدؐ کی مخدورات کا تماشہ دیکھنے کے لیے جمع تھے۔ یزید نے حضرت زینب سے کلام کرنا چاہا۔ جناب فضہ نے مزاحمت کی، پھر یزید کی طعنہ زنی پر بنتِ علی نے دُکھ درد سے بھرے ہوئے الفاظ میں زبردست تقریر کی، دربار میں ہلچل مچی اور مخدورات عصمت و طہارت کو ایسے قید خانہ میں بھیج دیا گیا جس میں دھوپ اور شبنم سے بچاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ پھر امام زین العابدین نے مسجدِ دمشق میں یادگار خطبہ دیا جو اذان کے ذریعہ سے منقطع کرا دیا گیا۔ (بحار جلد ۱۰ ص ۲۳۳)۔

الغرض یہ حسینی قافلہ تقریباً ایک سال اِس قید خانے میں پڑا رہا۔ اسی دوران میں حضرت سکینہ

کا انتقال بھی ہوگیا، کتب مقاتل سے قید خانے میں ہندہ زوجہ یزید کے آنے کا بھی نشان ملتا ہے۔ طویل مدت گزارنے کے بعد یہ قافلہ رہا کیا گیا، ایک خالی مکان میں مخدرات وطہارت نے ایک ہفتہ نوحہ و ماتم کیا اور شام کی عورتوں سے تعزیت قبول کیا، پھر بشیر بن جزلم کی رہنمائی میں یہ قافلہ ۲۰ صفر ۶۲ھ سنہ ہجری کو وارد کربلا ہوا، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری جو صحابی رسول اور قبر حسین کے مجاور اول تھے۔ انھوں نے فریاد و فغاں کی حالت میں انتہائی رنج و غم کے ساتھ اس قافلہ کا استقبال کیا، زینب نے قبر امام حسین پر اپنے کو گرا دیا۔ بروایتے تین دن تک فریاد و فغاں اور نوحہ ماتم کے بعد یہ قافلہ مدینہ کو روانہ ہوا، قریب مدینہ قافلہ ٹھہرا، بشیر نے خبر غم اہل مدینہ تک پہنچائی، جوق در جوق اہل مدینہ قافلہ کے مستقر پر سروپا برہنہ روتے پیٹتے جمع ہوگئے۔ محمد حنفیہ بھی آئے، عبداللہ بن جعفر بھی آئے اور ام سلمہ بھی آئیں۔ ام سلمہ کے ایک ہاتھ میں فاطمہ صغریٰ کا ہاتھ تھا اور ایک ہاتھ میں وہ شیشی تھی جو رسول خدا دے گئے تھے اور اس میں کربلا کی مٹی خون ہو گئی تھی۔ قافلہ داخل مدینہ ہوا۔ حضرت ام کلثوم نے مرثیہ پڑھا جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

مدینۃ جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا

(ترجمہ) اے ہمارے نانا کے مدینے تو ہمیں قبول نہ کر (کیونکہ ہم قبول کئے جانے کے قابل نہیں ہیں) ہم یہاں حسرتوں مصیبتوں اور اندوہ و غم کے ساتھ واپس آئے ہیں۔ مدینہ میں داخلہ کے بعد روضہ رسول پر بے پناہ فریاد و فغاں کی گئی ۱۵ شبانہ روز بنی ہاشم کے گھروں میں چولہا نہیں جلا اور ان کے گھروں سے دھواں نہیں اٹھا، اس واقعہ ہائلہ کے بعد حضرت امام زین العابدین چالیس سال زندہ رہے اور شب و روز گریہ و زاری فرماتے رہے۔ یہی حال حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ نیز دیگر تمام شرکاء گرداب مصائب کا رہا تا زندگی ان کے آنسو خشک نہیں ہوئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہن جناب زینب و جناب ام کلثوم کے مختصر حالات ولادت، وفات اور مدفن

جناب زینب و ام کلثوم، حضرت رسول کریم صلعم و خدیجۃ الکبریٰ کی نواسیاں، حضرت ابوطالب و فاطمہ بنت اسد کی پوتیاں حضرت علی و فاطمہ کی بیٹیاں حضرت امام حسن و امام حسین کی حقیقی اور حضرت عباس و جناب محمد حنفیہ کی علاتی بہنیں تھیں۔ اس سلسلہ کے پیش نظر جس کی بالائی سطح میں حضرت حمزہ حضرت جعفر طیار، حضرت عبدالمطلب اور حضرت ہاشم بھی ہیں۔ ان دونوں بہنوں کی عظمت بہت نمایاں ہو جاتی ہے۔